اضافہ شدہ سوم ایڈیشن: ذوالقعدہ1444ھ/جون2023

ماہِ ذوالحجّہ کی فضیلت، اہمیت اور بنیادی مسائل پر مشتمل ایک عام فہم رسالہ

ماہِ ذُوالحجّہ اور عشرہ ذوالحجّہ کے فضائل واحکام

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی اور توفیق سے دو سال قبل بندہ نے اپنے ''سلسلہ اصلاحِ اَغلاط'' کے تحت ماہِ ذوالحجہ کے فضائل واحکام سے متعلق متعدد قسطیں تحریر کی تھیں، پھر انھی اقساط کو یکجا کرکے شائع کیا گیا تھا تاکہ استفادہ کرنے میں سہولت رہے۔ اب اضافہ کے ساتھ اس کا سوم ایڈیشن عام کیا جارہا ہے۔

حضرات اہلِ علم سے درخواست ہے کہ اس تحریر میں کسی قسم کی کوئی غلطی نظر آئے تو ضرور مطلع فرمائیں، بندہ ممنون رہے گا۔ جزاکم اللہ خیرًا

اللہ تعالیٰ اس محنت کو قبول فرماکر بندہ کے لیے، بندہ کے والدین، اہل وعیال، خاندان، اساتذہ کرام، حضرات اکابر، احباب اور پوری امتِ مسلمہ کے لیے صدقہ جاریہ اور ذخیرۂ آخرت بنائے۔

بندہ مبین الرحمٰن
محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی
ذوالقعدہ 1444ھ/ جون 2023
03362579499

فہرست

- ماہِ ذوالحجہ کا نفلی روزہ فاسد ہو جانے کا حکم۔
- کن چیزوں کی وجہ سے نفلی روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟
- عشرہ ذوالحجہ میں ماہِ رمضان کے قضا روزے رکھنے کا حکم۔
- ماہِ ذوالحجہ میں ایامِ بیض کے روزے کیسے رکھے جائیں؟
- روزے کی نیت کے مسائل۔
- سحری کے احکام۔
- سحری اور افطاری سے متعلق نہایت ہی قیمتی اور اہم مشورے۔
- افطار کے احکام۔
- قربانی کرنے والے شخص کے لیے بال اور ناخن کاٹنے کا حکم۔

ماہِ ذوالحجہ کی فضیلت:

ماہِ ذوالحجہ قمری یعنی اسلامی سال کا بارھواں اور آخری مہینہ ہے، گویا کہ سال کا اختتام اسی مہینے پر ہوتا ہے، اس ماہ کو بڑی فضیلت، اہمیت اور امتیازی شان حاصل ہے، اس ماہ میں اہم ترین عبادات ادا کی جاتی ہیں جیسے حج، قربانی اور تکبیراتِ تشریق، اور یہ عبادات بھی ایسی ہیں کہ جو سال بھر میں کسی اور مہینے میں ادا نہیں کی جاسکتیں، گویا کہ یہ عبادات بھی اس مہینے کی خصوصیات میں سے ہیں۔

ماہِ ذوالحجہ اَشْهُرُ الْحُرُم یعنی حرمت والے مہینوں میں سے ہے:

ماہِ ذوالحجہ اُن چار بابرکت مہینوں میں سے ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے یہ کائنات بناتے وقت ہی سے بڑی عزت، احترام، فضیلت اور اہمیت عطا فرمائی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ سورۃ التوبہ آیت نمبر 36 میں فرماتے ہیں:

إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَآ أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ۚ ذٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ ۚ (۳۶)

ترجمہ:

”حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے نزدیک مہینوں کی تعداد بارہ مہینے ہے، جو اللہ کی کتاب (یعنی لوحِ محفوظ) کے مطابق اُس دن سے نافذ چلی آتی ہے جس دن اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا۔ ان بارہ مہینوں میں سے چار حرمت والے مہینے ہیں۔ یہی دین (کا) سیدھا (تقاضا) ہے۔“ (آسان ترجمہ قرآن)

اس آیت مبارکہ سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ اسلامی سال کے بارہ مہینے اللہ تعالیٰ نے خود مقرر فرمائے ہیں، جس سے اسلامی سال اور اس کے مہینوں کی قدر وقیمت اور اہمیت بخوبی واضح ہوتی ہے۔ اسی طرح اس سے معلوم ہوا کہ ان بارہ مہینوں میں سے چار مہینے حرمت، عظمت اور احترام والے ہیں، ان کو ”اَشْهُرُ الْحُرُم“ کہا جاتا ہے، یہ مضمون متعدد احادیث میں آیا ہے جن سے ان چار مہینوں کی تعیین بھی واضح ہو جاتی ہے، جیسا کہ ”صحیح بخاری“ میں ہے کہ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے

حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا کہ: ''زمانہ اب اپنی اُسی ہیئت اور شکل میں واپس آگیا ہے جو اُس وقت تھی جب اللہ نے آسمان اور زمین کو پیدا فرمایا تھا (اس ارشاد سے مشرکین کے ایک غلط نظریے اور طرزِ عمل کی تردید مقصود ہے جس کا ذکر اسی سورتِ توبہ آیت نمبر 37 میں موجود ہے۔)، سال بارہ مہینوں کا ہوتا ہے، ان میں سے چار مہینے حُرمت (، عظمت اور احترام) والے ہیں، تین تو مسلسل ہیں یعنی: ذُوالقعدہ، ذُوالحجہ اور مُحرم، اور چوتھا مہینہ رجب کا ہے جو کہ جُمادی الثانیہ اور شعبان کے درمیان ہے۔''

٣١٩٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنِ ابْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلزَّمَانُ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللهُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ، السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا، مِنْهَا: أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ، ثَلَاثَةٌ مُتَوَالِيَاتٌ: ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ، وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادَى وَشَعْبَانَ».

ماہِ ذوالحجہ سب سے زیادہ حرمت والا مہینہ ہے:

اِن چار حرمت والے مہینوں میں سے سب سے زیادہ عظمت اور حُرمت والا مہینہ ماہِ ذوالحجہ کا ہے، جیسا کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''ماہِ رمضان مہینوں کا سردار ہے، اور ماہِ ذوالحجہ تمام مہینوں سے زیادہ حرمت اور عظمت والا ہے۔'' چنانچہ ''شُعَب الایمان'' میں ہے:

٣٤٧٩- عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «سَيِّدُ الشُّهُورِ شَهْرُ رَمَضَانَ وَأَعْظَمُهَا حُرْمَةً ذُو الْحِجَّةِ».

''اَشْهُرُ الْحُرُم'' کی فضیلت کا نتیجہ اور اس کا تقاضا:

ان چار مہینوں (یعنی ذُوالقعدہ، ذُوالحجہ، مُحرم اور رجب) کی عزت وعظمت اور احترام کی بدولت ان میں ادا کی جانے والی عبادات کے اجر وثواب میں اضافہ ہوتا ہے جبکہ گناہوں کے وبال اور عذاب میں بھی زیادتی ہوتی ہے۔ اس کا تقاضا یہ ہے کہ ان مہینوں میں عبادات کی ادائیگی اور گناہوں سے بچنے کا بخوبی اہتمام کرنا

چاہیے۔ حضرات اہلِ علم فرماتے ہیں کہ جو شخص ان چار مہینوں میں عبادت کا اہتمام کرتا ہے اس کو سال کے باقی مہینوں میں بھی عبادات کی توفیق ہو جاتی ہے، اور جو شخص ان مہینوں میں گناہوں سے بچنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے تو سال کے باقی مہینوں میں بھی اسے گناہوں سے بچنے کی توفیق ہوتی ہے۔

(احکام القرآن للجصاص سورۃ التوبہ آیت:36، معارف القرآن عثمانی سورۃ التوبہ آیت:36)

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع عثمانی صاحب رحمہ اللہ کی تفسیر ''معارف القرآن'' سے اس آیت کی تفسیر نقل کی جاتی ہے، مفتی صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعتیں اس بات پر متفق ہیں کہ ان چار مہینوں میں ہر عبادت کا ثواب زیادہ ہوتا ہے، اور ان میں کوئی گناہ کرے تو اس کا وبال اور عذاب بھی زیادہ ہے۔''

مفتی صاحب رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں کہ:

''پہلی آیت میں ارشاد ہے: ''اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا'' اس میں لفظِ عِدَّةَ تعداد کے معنی میں ہے، اور ''شُهُور'' شَہر کی جمع ہے، ''شَهر'' کے معنی مہینہ ہے، معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مہینوں کی تعداد بارہ متعین ہے، اس میں کسی کو کمی بیشی کا کوئی اختیار نہیں۔

اس کے بعد ''فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ'' کا لفظ بڑھا کر بتلا دیا کہ یہ بات ازل سے لوحِ محفوظ میں لکھی ہوئی تھی، پھر ''يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ'' فرما کر اشارہ کر دیا کہ قضائے خداوندی اس معاملہ میں اگرچہ ازل میں جاری ہو چکی تھی، لیکن یہ مہینوں کی ترتیب اور تعیین اس وقت عمل میں آئی جب آسمان وزمین پیدا کیے گئے۔

پھر ارشاد فرمایا: ''مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ''، یعنی ان بارہ مہینوں میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں، ان کو حرمت والا دو معنی کے اعتبار سے کہا گیا: ایک تو اس لیے کہ ان میں قتل وقتال حرام ہے، دوسرے اس لیے کہ یہ مہینے متبرک اور واجب الاحترام ہیں، ان میں عبادات کا ثواب زیادہ ملتا ہے، ان میں سے پہلا حکم تو شریعتِ اسلام میں منسوخ ہو گیا، مگر دوسرا حکم احترام وادب اور ان میں عبادت گذاری کا اہتمام اسلام میں بھی باقی ہے۔

حجۃ الوداع کے خطبہ یوم النحر میں رسول کریم ﷺ نے ان مہینوں کی تشریح یہ فرمائی کہ تین مہینے

مسلسل ہیں: ذی القعدہ، ذی الحجہ، محرم اور ایک مہینہ رجب کا ہے۔ مگر ماہِ رجب کے معاملہ میں عرب کے دو قول مشہور تھے، بعض قبائل اس مہینہ کو رجب کہتے تھے جس کو ہم رمضان کہتے ہیں، اور قبیلہ مضر کے نزدیک رجب وہ مہینہ تھا جو جمادی الثانیہ اور شعبان کے درمیان ہے، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اس کو رجبِ مضر فرما کر یہ وضاحت بھی فرمادی کہ جو جمادی الثانیہ اور شعبان کے درمیان ہے وہ ماہِ رجب مراد ہے۔

"ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ": یہ ہے دینِ مستقیم، یعنی مہینوں کی تعیین اور ترتیب اور ان میں ہر مہینہ خصوصًا "اَشْهُرُ الْحُرُم" کے متعلق جو احکام ہیں ان کو اللہ تعالیٰ کے حکمِ ازلی کے مطابق رکھنا ہی دینِ مستقیم ہے، اس میں اپنی طرف سے کمی بیشی اور تغیر و تبدل کرنا کج فہمی اور کج طبعی کی علامت ہے۔

"فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ": یعنی ان مقدس مہینوں میں تم اپنا نقصان نہ کر بیٹھنا کہ ان کے معینہ احکام واحترام کی خلاف ورزی کرو یا ان میں عبادت گذاری میں کوتاہی کرو۔

امام جصاص رحمہ اللہ نے احکام القرآن میں فرمایا کہ اس میں اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ ان متبرک مہینوں کا خاصہ یہ ہے کہ ان میں جو شخص کوئی عبادت کرتا ہے اس کو بقیہ مہینوں میں بھی عبادت کی توفیق اور ہمت ہوتی ہے، اسی طرح جو شخص کوشش کرکے ان مہینوں میں اپنے آپ کو گناہوں اور برے کاموں سے بچا لے تو باقی سال کے مہینوں میں اس کو ان برائیوں سے بچنا آسان ہوجاتا ہے، اس لیے ان مہینوں سے فائدہ نہ اٹھانا ایک عظیم نقصان ہے۔" (معارف القرآن: 370/4تا372)

"احکام القرآن للجصاص" کی ایمان افروز عبارت ملاحظہ فرمائیں جو کہ سورۃ التوبہ آیت نمبر 36 کی تفسیر میں مذکور ہے:

وَإِنَّمَا سَمَّاهَا حُرُمًا؛ لِمَعْنَيَيْنِ: أَحَدُهُمَا: تَحْرِيمُ الْقِتَالِ فِيهَا وَقَدْ كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ أَيْضًا يَعْتَقِدُونَ تحريم القتال فيها، وقال الله تعالى: «يسئلونك عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ قُلْ قِتَالٌ فيه كبير»، وَالثَّانِي: تَعْظِيمُ انْتِهَاكِ الْمَحَارِمِ فِيهَا بِأَشَدَّ مِنْ تَعْظِيمِهِ فِي غَيْرِهَا وَتَعْظِيمِ الطَّاعَاتِ فِيهَا أَيْضًا، وَإِنَّمَا فَعَلَ اللهُ تَعَالَى ذَلِكَ؛ لِمَا فِيهِ مِنَ الْمَصْلَحَةِ فِي تَرْكِ الظُّلْمِ فِيهَا لِعِظَمِ مَنْزِلَتِهَا فِي حُكْمِ اللهِ

وَالْمُبَادَرَةِ إِلَى الطَّاعَاتِ من الاعتمار وَالصَّلَاةِ وَالصَّوْمِ وَغَيْرِهَا كَمَا فَرَضَ صَلَاةَ الْجُمُعَةِ فِي يَوْمٍ بِعَيْنِهِ وَصَوْمَ رَمَضَانَ فِي وَقْتٍ مُعَيَّنٍ وَجَعَلَ بَعْضَ الْأَمَاكِنِ فِي حُكْمِ الطَّاعَاتِ، وَمُوَاقَعَةُ الْمَحْظُورَاتِ أَعْظَمُ مِنْ حُرْمَةِ غَيْرِهِ نَحْوَ بَيْتِ اللهِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الْمَدِينَةِ، فَيَكُونُ تَرْكُ الظُّلْمِ وَالْقَبَائِحِ فِي هَذِهِ الشُّهُورِ وَالْمَوَاضِعِ دَاعِيًا إلى تركها في غيره، ويصير فِعْلِ الطَّاعَاتِ وَالْمُوَاظَبَةِ عَلَيْهَا فِي هَذِهِ الشُّهُورِ وَهَذِهِ الْمَوَاضِعِ الشَّرِيفَةِ دَاعِيًا إِلَى فِعْلِ أَمْثَالِهَا فِي غَيْرِهَا لِلْمُرُورِ وَالِاعْتِيَادِ وَمَا يَصْحَبُ اللهُ الْعَبْدَ مِنْ تَوْفِيقِهِ عِنْدَ إِقْبَالِهِ إِلَى طَاعَتِهِ وَمَا يَلْحَقُ الْعَبْدَ مِنَ الْخِذْلَانِ عِنْدَ إِكْبَابِهِ عَلَى الْمَعَاصِي وَاشْتِهَارِهِ وَأُنْسِهِ بِهَا، فَكَانَ فِي تَعْظِيمِ بَعْضِ الشُّهُورِ وَبَعْضِ الْأَمَاكِنِ أَعْظَمُ الْمَصَالِحِ فِي الِاسْتِدْعَاءِ إِلَى الطَّاعَاتِ وَتَرْكِ الْقَبَائِحِ، وَلِأَنَّ الْأَشْيَاءَ تَجُرُّ إِلَى أَشْكَالِهَا وَتُبَاعِدُ مِنْ أَضْدَادِهَا فَالِاسْتِكْثَارُ مِنَ الطَّاعَةِ يَدْعُو إِلَى أَمْثَالِهَا وَالِاسْتِكْثَارُ مِنَ الْمَعْصِيَةِ يَدْعُو إِلَى أَمْثَالِهَا.

ماہِ ذوالحجّہ کی فضیلت اور حُرمت کا تقاضا:

ان چار مہینوں میں سے چوں کہ ماہِ ذوالحجہ کا مہینہ بھی ہے، اس لیے اس کی عزت واحترام کا بھی یہی تقاضا ہے کہ اس مہینے میں عبادات کی طرف بھرپور توجہ دی جائے اور گناہوں سے بچنے کا خصوصی اہتمام کیا جائے۔

ماہِ ذوالحجہ کی فضیلت کی مزید چند وجوہات:

ماہِ ذوالحجہ کی فضیلت کی مزید چند وجوہات درج ذیل ہیں:

ماہِ ذوالحجہ حج کا مہینہ ہے:

ماہِ ذوالحجہ کی فضیلت کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ ایک تو یہ حج کے مہینوں میں سے ہے جن کو ’’أَشْهُرِ حَج‘‘ کہا جاتا ہے، دوم یہ کہ حج کی عظیم الشان عبادت بھی اسی مہینے میں ادا ہوتی ہے۔

ماہِ ذوالحجہ قربانی کا مہینہ ہے:

ماہِ ذوالحجہ کی فضیلت اس وجہ سے بھی ہے کہ اسی ماہ میں قربانی جیسی عظیم عبادت ادا کی جاتی ہے۔

ماہِ ذوالحجہ اور تکبیراتِ تشریق:

ماہِ ذوالحجہ کی فضیلت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ ماہ میں تکبیراتِ تشریق جیسا محبوب عمل بھی ہے، کہ ہر فرض نماز کے بعد اللہ کی بڑائی بیان کی جاتی ہے جس میں اللہ کی عظمت اور محبت کا سماں بندھ جاتا ہے۔

ماہِ ذوالحجہ اور عید الاضحیٰ:

ماہِ ذوالحجہ میں اللہ تعالیٰ نے عید الاضحیٰ جیسا پیارا اسلامی تہوار بھی رکھا ہے، جس کی اہمیت وفضیلت بخوبی واضح ہے۔

عشرہ ذُوالحجّہ اور یومِ عَرفہ کے فضائل

ماہِ ذوالحجہ کے پہلے عشرہ کی فضیلت:

ما قبل میں تفصیلی طور پر یہ معلوم ہو چکا کہ ماہِ ذوالحجہ کا پورا مہینہ ہی نہایت فضیلت والا ہے البتہ اس کے ابتدائی دس دنوں کی فضیلت اور اہمیت باقی دنوں کی بنسبت بہت زیادہ ہے، ان ابتدائی دس دنوں کو ''عشرہ ذو الحجہ'' کہا جاتا ہے۔ قرآن وسنت کی روشنی میں اس کے فضائل ملاحظہ فرمائیں:

قرآن کریم میں ماہِ ذوالحجہ کی ابتدائی دس راتوں کی قسم:

قرآن کریم سورۃ الفجر میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَالْفَجْرِ (١) وَلَيَالٍ عَشْرٍ (٢) وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ (٣)

ترجمہ: قسم ہے فجر کی اور دس راتوں کی اور جفت کی اور طاق کی۔

ان تین آیات میں چار چیزوں کی قسم کھائی گئی ہے، ان میں سے پہلی قسم فجر کی کھائی گئی ہے، یہاں فجر سے مراد عام فجر یعنی صبح صادق کا وقت بھی مراد لیا گیا ہے جبکہ بعض حضرات نے ماہِ محرم کی پہلی تاریخ کی صبح مراد لی ہے، البتہ بعض حضرات نے اس سے عید الاضحیٰ کی صبح مراد لی ہے۔ (معارف القرآن) گویا کہ اس سے عید الاضحیٰ کی صبح کی فضیلت بھی ثابت ہو جاتی ہے۔

دوسری قسم دس راتوں کی کھائی گئی ہے، یہاں دس راتوں سے مراد ماہِ ذوالحجہ کی ابتدائی دس راتیں ہیں۔ (معارف القرآن)

تیسری اور چوتھی قسم جفت اور طاق کی کھائی گئی ہے، حدیث شریف کی رو سے جفت سے مراد یوم النحر یعنی عید الاضحیٰ کا دن ہے جبکہ طاق سے مراد یوم عرفہ یعنی 9 ذوالحجہ ہے۔

- چنانچہ مستدرک حاکم میں ہے:

٧٥١٧- عن أبي الزبير عن جابر رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: «والفجر وليال عشر:

عشر الأضحية، والوتر: يوم عرفة، والشفع: يوم النحر».
هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه.
تعليق الذهبي في «التلخيص»: على شرط مسلم.

- **مسند احمد میں ہے:**

١٤٥١١- عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الْعَشْرَ: عَشْرُ الْأَضْحَى، وَالْوَتْرَ: يَوْمُ عَرَفَةَ، وَالشَّفْعَ: يَوْمُ النَّحْرِ.

- **شعب الایمان میں ہے:**

٣٧٧١ - أخبرنا أبو نصر بن قتادة: أخبرنا أبو منصور النضروي: أخبرنا أحمد بن نجدة: أخبرنا سعيد بن منصور: أخبرنا نوح بن قيس الحداني: أخبرنا عثمان بن محصن أن ابن عباس كان يقول في: «الفجر وليال عشر» قال: الفجر: هو المحرم فجر السنة.

کسی چیز کی قسم کھانے سے اللہ تعالیٰ کا مقصد:

یہاں یہ بات بھی سمجھنے کی ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کی قسم کھاتے ہیں تو اس سے اس چیز کی اہمیت، عزت اور عظمت کی طرف اشارہ ہوتا ہے اور اس کی اہمیت کے لیے اتنی بات کافی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کی عظیم ذات اور خالقِ کائنات اس کی قسم کھا رہی ہے!! اس لیے سورتِ فجر کی ان آیات میں عشرہ ذوالحجہ، یومِ عرفہ سمیت جن چیزوں کی قسم کھائی گئی ہے اس سے ان کی عظمت اور فضیلت بخوبی ثابت ہو جاتی ہے۔
(اصلاحی خطبات از شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دام ظلہم)

عشرہ ذوالحجہ میں کیے جانے والے نیک اعمال کی فضیلت اور اہمیت:

1۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ’’اللہ تعالیٰ کے نزدیک (ماہِ ذوالحجہ کے) اِن دس دنوں میں کیا جانے والا نیک عمل دیگر دنوں میں کیے جانے والے نیک عمل کی بنسبت زیادہ محبوب ہے۔‘‘ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا (دیگر دنوں میں کیا

جانے والا) جہاد بھی (اِن دس دنوں میں کیے جانے والے نیک عمل سے) افضل نہیں؟ تو حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ: ”جی ہاں! (دیگر دنوں میں کیا جانے والا) جہاد بھی (اِن دس دنوں میں کیے جانے والے نیک عمل سے) افضل نہیں، البتہ وہ شخص جو اپنی جان اور اپنا مال لے کر جہاد میں چلا جائے (اور سب کچھ قربان کردے) اور ان میں سے کچھ بھی واپس لے کر نہ آئے (تو اس شخص کا جہاد اِن دس دنوں میں کیے جانے والے نیک عمل سے افضل ہے)۔“

- سنن ابی داود میں ہے:

٢٤٤٠- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ أَيَّامٍ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيهَا أَحَبُّ إِلَى اللهِ مِنْ هَذِهِ الأَيَّامِ» يَعْنِي أَيَّامَ الْعَشْرِ، قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ، وَلا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ؟ قَالَ: «وَلا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ، إِلا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذَلِكَ بِشَيْءٍ».

2۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ”اللہ تعالیٰ کے نزدیک (ماہِ ذوالحجہ کے) اِن دس دنوں میں کیا جانے والا نیک عمل دیگر دنوں میں کیے جانے والے نیک عمل کی بنسبت زیادہ پاکیزہ اور عظمت والا ہے۔“ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا (دیگر دنوں میں کیا جانے والا) جہاد بھی (اِن دس دنوں میں کیے جانے والے نیک عمل سے) افضل نہیں؟ تو حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ: ”جی ہاں! (دیگر دنوں میں کیا جانے والا) جہاد بھی (اِن دس دنوں میں کیے جانے والے نیک عمل سے) افضل نہیں، البتہ وہ شخص جو اپنی جان اور اپنا مال لے کر جہاد میں چلا جائے (اور سب کچھ قربان کردے) اور ان میں سے کچھ بھی واپس لے کر نہ آئے (تو اس شخص کا جہاد اِن دس دنوں میں کیے جانے والے نیک عمل سے افضل ہے)۔“

راوی کہتے ہیں کہ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ ان دس دنوں میں عبادات میں بہت زیادہ جدّ وجہد فرماتے حتیٰ کہ یہ ان کے لیے مشکل ہو جاتی!

- سنن الدارمی میں ہے:

١٧٧٤- عن ابن عباس عن النبي ﷺ قال: «ما من عمل أزكى عند الله عز وجل ولا أعظم أجرا من خير يعمله في عشر الأضحى»، قيل: ولا الجهاد في سبيل الله؟ قال: «ولا الجهاد في سبيل الله عز وجل، الا رجل خرج بنفسه وماله فلم يرجع من ذلك بشيء». قال: وكان سعيد بن جبير إذا دخل أيام العشر اجتهد اجتهادا شديدا حتى ما يكاد يقدر عليه.

3۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ”اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان دس دنوں میں کیا جانے والا نیک عمل دیگر دنوں کے بنسبت زیادہ محبوب اور عظمت والا ہے، اس لیے ان ایام میں تہلیل (یعنی لاالٰہ الا اللہ)، تحمید (یعنی الحمد للہ) اور تکبیر (یعنی اللہ اکبر) کی کثرت کیا کرو۔“

- مسند احمد میں ہے:

٥٤٤٦- عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْ أَيَّامٍ أَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ وَلَا أَحَبُّ إِلَيْهِ مِن الْعَمَلِ فِيهِنَّ مِنْ هَذِهِ الْأَيَّامِ الْعَشْرِ فَأَكْثِرُوا فِيهِنَّ مِن التَّهْلِيلِ وَالتَّكْبِيرِ وَالتَّحْمِيدِ».

ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ عشرہ ذوالحجّہ میں ادا کیے جانے والے نیک اعمال جیسے نماز، روزہ، تلاوت، ذکر وتسبیحات، صدقات وغیرہ دیگر ایام کی بنسبت زیادہ اجر وثواب کا باعث ہیں اور اللہ کے ہاں نہایت ہی محبوب ہیں۔

4۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ”ذوالحجہ کے ان دس دنوں میں سے ہر دن کے روزے کا اجر ایک سال کے روزوں کے برابر ہے جبکہ ہر رات کی عبادت کا اجر شبِ قدر کی عبادت کے برابر ہے۔“

- سنن الترمذی میں ہے:

٧٥٨- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْ أَيَّامٍ أَحَبُّ إِلَى اللهِ أَنْ يُتَعَبَّدَ لَهُ فِيهَا مِنْ عَشْرِ ذِي الحِجَّةِ، يَعْدِلُ صِيَامُ كُلِّ يَوْمٍ مِنْهَا بِصِيَامِ سَنَةٍ، وَقِيَامُ كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْهَا بِقِيَامِ لَيْلَةِ القَدْرِ».

هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مَسْعُودِ بْنِ وَاصِلٍ، عَنِ النَّهَّاسِ. وَسَأَلْتُ

مُحَمَّدًا عَنْ هَذَا الحَدِيثِ فَلَمْ يَعْرِفْهُ مِنْ غَيْرِ هَذَا الوَجْهِ مِثْلَ هَذَا، وَقَدْ رُوِيَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ المُسَيِّبِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلًا شَيْءٌ مِنْ هَذَا، وَقَدْ تَكَلَّمَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ فِي نَهَّاسِ بْنِ قَهْمٍ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ.

- **الترغیب والترہیب للاصفہانی میں ہے:**

٣٦٩- عن عطاء بن أبي رباح عن ابن عباس رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: «كل يوم من أيام العشر يعدل صومه صوم سنة، وعرفة سنتين».

اس روایت پر کلام بھی ہوا ہے جیسا کہ اہلِ علم بخوبی جانتے ہیں البتہ بعض اہلِ علم نے فضائل کی حد تک اسے قبول کیا ہے۔ (دیکھیے: اصلاحی خطبات)

یومِ عرفہ یعنی 9ذوالحجہ کے فضائل:

ماہِ ذوالحجہ کے ان دس ایام میں 9ذوالحجہ یعنی یومِ عرفہ کو بھی بڑی ہی فضیلت حاصل ہے، اس دن حجاج کرام حج کا عظیم رکن وقوفِ عرفہ ادا فرماتے ہیں۔ احادیث میں اس دن کے بڑے فضائل مذکور ہیں ملاحظہ فرمائیں:

1۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ: "عرفہ کے دن کے علاوہ کوئی بھی دن ایسا نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو زیادہ تعداد میں جہنم سے آزادی دیتے ہوں، اور اللہ تعالیٰ (عرفہ کے دن اپنے بندوں کے) قریب ہوتے ہیں اور اپنے بندوں پر فخر کرتے ہوئے فرشتوں سے پوچھتے ہیں کہ میرے بندے کیا چاہتے ہیں!"

- **صحیح مسلم میں ہے:**

١٣٤٨- عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْ يَوْمٍ أَكْثَرَ مِنْ أَنْ يُعْتِقَ اللهُ فِيهِ عَبْدًا مِنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ، وَإِنَّهُ لَيَدْنُو ثُمَّ يُبَاهِي بِهِمُ الْمَلَائِكَةَ فَيَقُولُ: مَا أَرَادَ هَؤُلَاءِ؟».

2۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ سے یومِ عرفہ کے روزے کی فضیلت

کے بارے میں پوچھا گیا تو حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ: ’’اس سے اگلے اور پچھلے ایک ایک سال کے (صغیرہ) گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔‘‘

- صحیح مسلم میں ہے:

١١٦٢- عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الأَنْصَارِيِّ رضى الله عنه: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ ..... سُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ فَقَالَ: «يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ وَالْبَاقِيَةَ».

3۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یومِ عرفہ کے روزے کا اجر دو سال کے روزوں کے برابر ہے، جیسا کہ ’’المعجم الکبیر‘‘ میں ہے:

٨٦٦- سَأَلَ رَجُلٌ عَبْدَ اللهِ بن عُمَرَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ؟ فَقَالَ: كُنَّا وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ نَعْدِلُهُ بِصَوْمِ سَنَتَيْنِ.

وضاحت: بعض حضرات کو یہ مغالطہ لگا ہے کہ جس دن سعودی عرب میں یومِ عرفہ ہوگا اسی دن پوری دنیا میں بھی یومِ عرفہ ہوگا اور اس دن روزہ بھی عرب کے مطابق رکھیں گے، واضح رہے کہ ہر ملک میں یومِ عرفہ اسی دن ہوگا جس دن وہاں ذوالحجہ کی 9 تاریخ ہوگی چاہے وہ عرب کے مطابق ہو یا نہیں۔

خلاصہ: ماہِ ذوالحجہ اور عبادات:

ماقبل کی تفصیل سے معلوم ہوا کہ ماہِ ذوالحجہ میں نوافل، ذکر، تسبیحات، تلاوت، روزے، صدقات اور ان جیسی دیگر عبادات کا خوب اہتمام ہونا چاہیے، ان کی بڑی فضیلت ہے، اسی طرح گناہوں سے بچنے کا بھی بھرپور اہتمام ہونا چاہیے۔ خصوصًا عشرہ ذوالحجہ اور ان میں بھی یومِ عرفہ کی خصوصی اہمیت اور فضیلت کی وجہ سے ان میں ان عبادات کی فضیلت واہمیت مزید بڑھ جاتی ہے، اس لیے عبادات کا اہتمام بھی بڑھ جانا چاہیے، راتوں کو بھی حسبِ استطاعت عبادات کا اور دن کو نفلی روزہ رکھنے کا اہتمام رہے۔ البتہ یہ یاد رہے کہ عشرہ ذو الحجہ میں نفلی روزے 9 ذوالحجہ تک ہیں کیوں کہ عیدالاضحیٰ کے دن روزہ رکھنا ناجائز ہے۔

ماہِ ذوالحجہ کے نفلی روزوں کے بنیادی احکام

چوں کہ ماہِ ذوالحجہ میں بہت سے مسلمان نفلی روزے رکھنے کا اہتمام کرتے ہیں اس لیے یہاں نفلی روزوں سے متعلق چند اہم مسائل درج کیے جاتے ہیں تاکہ سہولت رہے۔

مسئلہ: ماہِ ذوالحجہ کے روزے چوں کہ نفلی روزے ہیں اس لیے ان کے احکام بھی عام نفلی روزے کی طرح ہیں، جن میں سے چند ضروری مسائل درج کیے جاتے ہیں:

سال کے پانچ دن روزے رکھنا ناجائز ہے:

یوں تو ماہِ ذوالحجہ کے پورے مہینے میں روزے رکھنا بڑی فضیلت رکھتا ہے، پھر پورے مہینے میں سے عشرہ ذوالحجہ کے روزوں کی فضیلت دیگر دنوں کی بنسبت بہت زیادہ ہے، البتہ یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ عشرہ ذوالحجہ میں نفلی روزے 9 ذوالحجہ تک ہیں، پھر 10 ذوالحجہ سے لے کر 13 ذوالحجہ تک 4 دن روزے رکھنا جائز نہیں، کیوں کہ مسئلہ یہ ہے کہ سال کے پانچ دن ایسے ہیں جن میں روزہ رکھنا ناجائز اور گناہ ہے:

- عیدالفطر کا دن۔
- عیدالاضحیٰ کے چار دن یعنی دس ذوالحجہ سے لے کر 13 ذوالحجہ تک۔ (ردالمحتار مع الدر المختار)

- سنن دار قطنی میں ہے:

٣٤ - عن سعيد بن أبي عروبة عن قتادة عن أنس: أن النبي ﷺ نهى عن صوم خمسة أيام في السنة: يوم الفطر ويوم النحر وثلاثة أيام التشريق.

دیگر متعدد احادیث اور آثار سے اس کے ضعف کا ازالہ ہو جاتا ہے۔

ماہِ ذوالحجہ کے نفلی روزوں میں قضا روزوں کی نیت کرنا:

ماہِ ذوالحجہ کے نفلی روزوں میں قضا روزوں کی نیت کرنا درست نہیں، بلکہ قضا روزے الگ سے رکھنے ضروری ہیں۔

ماہِ ذوالحجہ کا نفلی روزہ فاسد ہوجانے کا حکم:

ماہِ ذوالحجہ کا نفلی روزہ ٹوٹ جائے تو اس کی قضا لازم ہوتی ہے، اسی طرح اگر جان بوجھ کر توڑ دیا تب بھی صرف قضا ہی لازم ہوگی، یہی حکم ہر نفلی روزے کا بھی ہے۔

کن چیزوں کی وجہ سے نفلی روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

یہ اصولی بات یاد رہے کہ نفلی روزہ بھی انھی وجوہات کی وجہ سے ٹوٹ جاتا ہے جن کی وجہ سے فرض روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اس لیے یہاں ان وجوہات کو ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔

عشرہ ذوالحجہ میں ماہِ رمضان کے قضا روزے رکھنے کا حکم:

1۔ ذوالحجہ کا ابتدائی عشرہ بہت ہی مبارک عشرہ ہے، اس میں عبادات اور نیک اعمال کی بڑی ہی فضیلت ہے، اس لیے اس میں نفلی روزے رکھنے کی بھی بڑی ہی فضیلت ہے، البتہ عید کے دن روزہ رکھنا ممنوع ہے۔

2۔ اگر کسی شخص کے ذمے ماہِ رمضان کے قضا روزے باقی ہوں تو بہتر تو یہی ہے کہ ماہِ رمضان کے بعد جتنی جلدی ہوسکے وہ قضا روزے رکھ لینے چاہییں تاکہ جلد از جلد یہ ذمہ داری پوری ہوسکے، البتہ اگر کوئی شخص یہ قضا روزے ذوالحجہ کے ابتدائی نو دنوں میں رکھنا چاہے تو یہ بھی جائز ہے، بلکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: ’’مجھے ماہِ رمضان کے قضا روزے رکھنے کے لیے عشرہ ذوالحجہ سب سے زیادہ محبوب ہے۔‘‘

- السنن الكبرى للبيهقي:

٨٦٥٥- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَافِظُ: أَخْبَرَنَا أَبُو نَصْرٍ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو الْعِرَاقِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَوْهَرِيُّ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: مَا مِنْ أَيَّامٍ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَقْضِيَ فِيهَا شَهْرَ رَمَضَانَ مِنْ أَيَّامِ الْعَشْرِ. (باب الْعَمَلِ الصَّالِحِ فِى الْعَشْرِ مِنْ ذِى الْحِجَّةِ)

اس ارشاد کے پیشِ نظر ذوالحجہ کے ابتدائی نو دنوں میں ماہِ رمضان کے قضا روزے رکھنا پسندیدہ ہے۔

ماہِ ذوالحجہ میں ایامِ بیض کے روزے کیسے رکھے جائیں؟

ایامِ بیض کے روزے ہر قمری یعنی اسلامی مہینے کی 13، 14 اور 15 تاریخ کو رکھے جاتے ہیں جن کی بڑی ہی فضیلت احادیث مبارکہ سے ثابت ہے، جبکہ ماہِ ذوالحجہ میں 10 ذوالحجہ سے لے کر 13 ذوالحجہ تک روزے رکھنا ممنوع اور ناجائز ہے، اس لیے لوگ یہ سوال پوچھتے ہیں کہ ایسی صورت میں ماہِ ذوالحجہ میں ایامِ بیض کے روزے کب رکھے جائیں؟ ذیل میں اس مسئلہ کی وضاحت کے لیے چند باتیں ذکر کی جاتی ہیں:

1۔ ہر قمری یعنی اسلامی مہینے میں تین روزے رکھنے کی فضیلت سے متعلق وارد ہونے والی تمام روایات کے پیشِ نظر یہ بات سامنے آتی ہے کہ قمری اور اسلامی مہینے کی کسی بھی تاریخوں میں تین روزے رکھنا بڑی ہی فضیلت کی بات ہے، چاہے ایک ساتھ رکھے جائیں یا وقفے کے ساتھ، البتہ اگر ان تین روزوں کے لیے ایامِ بیض یعنی 13، 14 اور 15 تاریخوں کا انتخاب کیا جائے تو یہ اس سے بھی زیادہ فضیلت اور اہمیت کی بات ہے کیوں کہ حضور اقدس ﷺ سے ان تاریخوں کی صراحت، تاکید اور پسندیدگی ثابت ہے، گویا کہ ایامِ بیض میں تین روزے رکھنے میں دو فضیلتیں جمع ہوجاتی ہیں: ایک تو مہینے میں تین روزے رکھنے کی فضیلت، اور دوم: ایامِ بیض کی رعایت کرنے کی فضیلت۔ یہی وجہ ہے کہ متعدد حضرات فقہائے احناف نے بھی یہ صراحت فرمائی ہے کہ مہینے میں تین روزے رکھنا بھی مستحب ہے اور ان روزوں کے لیے ایامِ بیض کا انتخاب کرنا بھی مستحب ہے۔ اس لیے عام حالات میں مہینے کے تین روزوں کے لیے ایامِ بیض ہی کا انتخاب کرنا چاہیے کہ ان کی فضیلت زیادہ ہے، البتہ اگر کوئی شخص کسی وجہ سے ایامِ بیض کے ایام میں یہ تین روزے نہ رکھ سکا تو وہ دیگر تاریخوں میں مسلسل یا وقفے کے ساتھ تین روزے رکھ سکتا ہے، اس سے کم از کم مہینے میں تین روزے رکھنے کی فضیلت تو حاصل ہو ہی جاتی ہے اور یہ بھی بڑی سعادت کی بات ہے۔

2۔ مذکورہ تفصیل کی روشنی میں یہ بات معلوم ہوجاتی ہے کہ ماہِ ذوالحجہ میں ایامِ بیض کے روزے 13 ذوالحجہ کی بجائے 14 ذوالحجہ سے رکھے جاسکتے ہیں کہ اس میں ایامِ بیض کی دو تاریخیں تو میسر آہی جاتی ہیں، اسی طرح 10

ذوالحجہ سے 13 ذوالحجہ تک ان چار دنوں کے علاوہ ذوالحجہ کے پورے مہینے میں کسی بھی تاریخوں کو تین روزے مسلسل یا الگ الگ رکھ لیے جائیں تو بھی مہینے میں تین روزے رکھنے کی فضیلت حاصل ہو جائے گی ان شاء اللہ۔

فائدہ: ایامِ بیض کے روزوں کے تفصیلی فضائل اور مسائل کے لیے بندہ کا رسالہ ’’ایامِ بیض کے روزوں کے فضائل واحکام‘‘ ملاحظہ فرمائیں۔

عبارات

- البحر الرائق:

وَالْمَنْدُوبُ صَوْمُ ثَلَاثَةٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَيَنْدُبُ فِيهَا كَوْنُهَا الْأَيَّامَ الْبِيضَ. (كتاب الصوم)

- حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح:

قوله: (ويندب كونها الأيام البيض) أفاد أن صوم ثلاثة أيام من الشهر أيا كانت مندوب، وكونها خصوص هذه الأيام مندوب آخر، فمن صام غيرها منه أتى بأحد المندوبين.

(فصل في صفة الصوم وتقسيمه)

- فتح الباري لابن حجر:

(قَوْلُهُ: بَابُ صِيَامِ الْبِيضِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ) كَذَا لِلْأَكْثَرِ، ولِلْكُشْمِيهَنِيِّ: صِيَامُ أَيَّامِ الْبِيضِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ إِلَخْ ...... قَالَ الْإِسْمَاعِيلِيّ وابن بَطَّالٍ وَغَيْرُهُمَا: لَيْسَ فِي الْحَدِيثِ الَّذِي أَوْرَدَهُ الْبُخَارِيُّ فِي هَذَا الْبَابِ مَا يُطَابِقُ التَّرْجَمَةَ؛ لِأَنَّ الْحَدِيثَ مُطْلَقٌ فِي ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَالْبِيضُ مُقَيَّدَةٌ بِمَا ذُكِرَ. وَأُجِيبَ بِأَنَّ الْبُخَارِيَّ جَرَى عَلَى عَادَتِهِ فِي الْإِيمَاءِ إِلَى مَا وَرَدَ فِي بَعْضِ طُرُقِ الْحَدِيثِ وَهُوَ مَا رَوَاهُ أَحْمد وَالنَّسَائِيّ وَصَححهُ ابن حِبَّانَ مِنْ طَرِيقِ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِأَرْنَبٍ قَدْ شَوَاهَا، فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَأْكُلُوا، وَأَمْسَكَ الْأَعْرَابِيُّ، فَقَالَ: «مَا مَنَعَكَ أَنْ تَأْكُلَ؟» فَقَالَ: إِنِّي أَصُومُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ. قَالَ: «إِنْ كُنْتَ صَائِمًا فَصُمِ الْغُرَّ» أَيِ الْبِيضَ. وَهَذَا الْحَدِيثُ اخْتُلِفَ فِيهِ عَلَى مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ اخْتِلَافًا كَثِيرًا بَيَّنَهُ الدَّارَقُطْنِيُّ، وَفِي بَعْضِ طُرُقِهِ عِنْدَ النَّسَائِيِّ: «إِنْ كُنْتَ

صَائِمًا فَصُمِ الْبِيضَ: ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ». وَجَاءَ تَقْيِيدُهَا أَيْضًا فِي حَدِيثِ قَتَادَةَ بْنِ مِلْحَانَ وَيُقَالُ: ابن مِنْهَالٍ عِنْدَ أَصْحَابِ السُّنَنِ بِلَفْظِ: «كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَأْمُرُنَا أَنْ نَصُومَ الْبِيضَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ»، وَقَالَ: «هِيَ كَهَيْئَةِ الدَّهْرِ». وَلِلنَّسَائِيِّ مِنْ حَدِيثِ جَرِيرٍ مَرْفُوعًا: «صِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ صِيَامُ الدَّهْرِ، أَيَّامُ الْبِيضِ صَبِيحَةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ» الْحَدِيثَ، وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. وَكَأَنَّ الْبُخَارِيَّ أَشَارَ بِالتَّرْجَمَةِ إِلَى أَنَّ وَصِيَّةَ أَبِي هُرَيْرَةَ بذلك لَا تختص بِهِ، وأما ما رَوَاهُ أَصْحَاب السّنَن وَصَححهُ ابن خُزَيْمَة من حَدِيث بن مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَصُومُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ غُرَّةَ كُلِّ شَهْرٍ، وَمَا رَوَى أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ مِنْ حَدِيثِ حَفْصَةَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُومُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ: الِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسَ وَالِاثْنَيْنِ مِنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى، فَقَدْ جَمَعَ بَيْنَهُمَا وَمَا قَبْلَهُمَا الْبَيْهَقِيُّ بِمَا أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ مِنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُوم مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مَا يُبَالِي مِنْ أَيِّ الشَّهْرِ صَامَ. قَالَ: فَكُلُّ مَنْ رَآهُ فَعَلَ نَوْعًا ذَكَرَهُ، وَعَائِشَةُ رَأَتْ جَمِيعَ ذَلِكَ وَغَيْرَهُ فَأَطْلَقَتْ. وَالَّذِي يَظْهَرُ أَنَّ الَّذِي أَمَرَ بِهِ وَحَثَّ عَلَيْهِ وَوَصَّى بِهِ أَوْلَى مِنْ غَيْرِهِ، وَأَمَّا هُوَ فَلَعَلَّهُ كَانَ يَعْرِضُ لَهُ مَا يَشْغَلُهُ عَنْ مُرَاعَاةِ ذَلِكَ أَوْ كَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ لِبَيَانِ الْجَوَازِ، وَكُلُّ ذَلِكَ فِي حَقِّهِ أَفْضَلُ، وَتَتَرَجَّحُ الْبِيضُ بِكَوْنِهَا وَسَطَ الشَّهْرِ، وَوَسَطُ الشَّيْءِ أَعْدَلُهُ، وَلِأَنَّ الْكُسُوفَ غَالِبًا يَقَعُ فِيهَا، وَقَدْ وَرَدَ الْأَمْرُ بِمَزِيدِ الْعِبَادَةِ إِذَا وَقَعَ، فَإِذَا اتَّفَقَ الْكُسُوفُ صَادَفَ الَّذِي يَعْتَادُ صِيَامَ الْبِيضِ صَائِمًا، فَيَتَهَيَّأُ لَهُ أَنْ يَجْمَعَ بَيْنَ أَنْوَاعِ الْعِبَادَاتِ مِنَ الصِّيَامِ وَالصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ، بِخِلَافِ مَنْ لَمْ يَصُمْهَا فَإِنَّهُ لَا يَتَأَتَّى لَهُ اسْتِدْرَاكُ صِيَامِهَا وَلَا عِنْدَ مَنْ يُجَوِّزُ صِيَامَ التَّطَوُّعِ بِغَيْرِ نِيَّةٍ مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا إِنْ صَادَفَ الْكُسُوفَ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ. وَرَجَّحَ بَعْضُهُمْ صِيَامَ الثَّلَاثَةِ فِي أَوَّلِ الشَّهْرِ؛ لِأَنَّ الْمَرْءَ لَا يَدْرِي مَا يَعْرِضُ لَهُ مِنَ الْمَوَانِعِ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: يَصُومُ مِنْ أَوَّلِ كُلِّ عَشْرَةِ أَيَّامٍ يَوْمًا، وَلَهُ وَجْهٌ فِي النَّظَرِ، وَنُقِلَ ذَلِكَ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ وَهُوَ يُوَافِقُ مَا تَقَدَّمَ فِي رِوَايَةِ النَّسَائِيِّ فِي حَدِيثِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو: صُمْ مِنْ كُلِّ عَشْرَةِ أَيَّامٍ يَوْمًا. وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ مِنْ طَرِيقِ خَيْثَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهُ ﷺ كَانَ يَصُومُ مِنَ الشَّهْرِ السَّبْتَ وَالْأَحَدَ وَالِاثْنَيْنِ وَمِنَ الْآخَرِ الثُّلَاثَاءَ وَالْأَرْبِعَاءَ وَالْخَمِيسَ.

وَرُوِيَ مَوْقُوفًا وَهُوَ أَشْبَهُ. وَكَأَنَّ الْغَرَضَ بِهِ أَنْ يَسْتَوْعِبَ غَالِبَ أَيَّامِ الْأُسْبُوعِ بِالصِّيَامِ. وَاخْتَارَ إِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ أَنْ يَصُومَهَا آخِرَ الشَّهْرِ لِيَكُونَ كَفَّارَةً لِمَا مَضَى، وَسَيَأْتِي مَا يُؤَيِّدُهُ فِي الْكَلَامِ عَلَى حَدِيثِ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ فِي الْأَمْرِ بِصِيَامِ سِرَارِ الشَّهْرِ. وَقَالَ الرُّويَانِيُّ: صِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ مُسْتَحَبٌّ، فَإِنِ اتَّفَقَتْ أَيَّامُ الْبِيضِ كَانَ أَحَبَّ، وَفِي كَلَامِ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنَ الْعُلَمَاءِ أَيْضًا أَنَّ اسْتِحْبَابَ صِيَامِ الْبِيضِ غَيْرُ اسْتِحْبَابِ صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ.

روزے کی نیت کے مسائل

روزے کے لیے نیت کا حکم:

روزہ چاہے فرض ہو یا نفلی اس کے لیے نیت فرض ہے، بغیر نیت کے روزہ نہیں ہوتا۔ (ردالمحتار)

نیت کی حقیقت:

نیت دل کے ارادے اور عزم کا نام ہے کہ دل میں یہ نیت ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے روزہ رکھتا ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیت کا تعلق دل ہی کے ساتھ ہے اور حقیقی نیت دل ہی کی ہوا کرتی ہے، اس لیے دل میں نیت کرلی تو یہ بھی کافی ہے۔ زبان سے نیت کے الفاظ ادا کرنا بھی درست ہے لیکن ضروری نہیں۔ اگر کوئی شخص دل ہی میں نیت کرلیتا ہے اور زبان سے نیت کے الفاظ ادا نہیں کرتا تو یہ بالکل جائز ہے۔ (ردالمحتار)

عربی زبان میں نیت کرنے کا حکم:

نیت کے الفاظ ہر شخص اپنی اپنی زبان میں بھی ادا کرسکتا ہے، اسی طرح نیت عربی میں کرنا بھی درست ہے لیکن ضروری نہیں۔

عوام میں مشہور عربی نیت کا حکم:

آج کل عوام میں نیت کے یہ الفاظ مشہور ہیں: ’’وَبِصَوْمِ غَدٍ نَّوَيْتُ مِنْ شَهرِ رَمَضَانَ‘‘، حتی کہ بعض لوگ تو اس کو سحری کی دعا سمجھتے ہیں بلکہ متعدد ذرائعِ اِبلاغ کے ذریعے اس کی اشاعت کا بھرپور اہتمام بھی کرتے ہیں، یاد رہے کہ یہ سحری کی دعا تو ہرگز نہیں، البتہ ان الفاظ کے ساتھ نیت کرنا درست تو ہے لیکن یہ الفاظ قرآن وسنت سے ثابت نہیں، اس لیے ان الفاظ کو سنت یا ضروری نہ سمجھا جائے۔ اسی طرح اس کی اشاعت کا اس قدر اہتمام بھی ایک بے بنیاد بات ہے کیوں کہ اس سے بڑی غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں اور لوگ صحیح مسئلے سے ناواقف رہتے ہیں۔

سحری کرنا بھی نیت کے قائم مقام ہے:

سحری کرنا بھی نیت کے قائم مقام ہے البتہ اگر سحری کرتے وقت یہ نیت تھی کہ روزہ نہیں رکھنا ہے تو ایسی صورت میں سحری نیت کے قائم مقام نہیں ہوگی بلکہ روزہ رکھنے کے لیے الگ سے نیت ضروری ہے۔

روزے کی نیت کب تک کی جاسکتی ہے؟

نفلی روزے کی نیت کب تک کی جاسکتی ہے؟ اس مسئلہ کی تفصیل سے قبل تمہید کے طور پر کچھ وضاحت ذکر کرنا ضروری ہے۔

نِصفُ النَّہار کی حقیقت:

''نصف النہار'' کے معنی ہیں: آدھا دن۔ ''نصف النہار'' کی دو اقسام ہیں:

1۔ نصف النہار عرفی:

سورج طلوع ہونے سے لے کر سورج غروب ہونے تک پورے دن کا جتنا بھی وقت ہے اس کے آدھے وقت کو ''نصف النہار عرفی'' کہتے ہیں، یعنی عرف میں آدھا دن یہیں تک ہوتا ہے۔ اس کو زوال بھی کہا جاتا ہے۔ ہمارے ہاں نقشوں میں جو زوال کا وقت لکھا ہوتا ہے تو اس سے یہی ''نصف النہار عرفی'' ہی مراد ہوتا ہے، جس کے بعد ظہر کی نماز کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

2۔ نصف النہار شرعی:

صبح صادق سے لے کر سورج غروب ہونے تک پورے دن کا جتنا بھی وقت ہے اس کے آدھے وقت کو ''نصف النہار شرعی'' کہتے ہیں، یعنی شریعت کی نگاہ میں آدھا دن یہیں تک ہوتا ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نصف النہار شرعی کا وقت نصف النہار عرفی سے کچھ پہلے ہوتا ہے۔

مسئلہ کی تفصیل:

ما قبل کی وضاحت کے بعد مسئلہ سمجھیے کہ:

1۔ نفلی روزے کی نیت رات سے بھی درست ہے اور سحری کے وقت یعنی صبح صادق سے پہلے بھی درست ہے، البتہ جس شخص نے سحری کے وقت بھی نیت نہیں کی یہاں تک کہ صبح صادق کا وقت داخل ہوگیا تو وہ "نصف النہار شرعی" سے پہلے پہلے روزے کی نیت کرسکتا ہے اس شرط کے ساتھ کہ صبح صادق طلوع ہونے کے بعد کچھ کھایا پیا نہ ہو۔ اسی طرح وہ حضرات جو سحری سے رہ جاتے ہوں اور صبح صادق کے بعد ہی بیدار ہوجاتے ہوں تو ان کے لیے بھی اتنی سہولت ہے کہ وہ نصف النہار شرعی سے پہلے پہلے نیت کرکے روزہ رکھ لیا کریں اس شرط کے ساتھ کہ صبح صادق کے بعد کچھ کھایا پیا نہ ہو اور نہ ہی روزہ توڑنے والا کوئی کام کیا ہو۔

2۔ جس شخص نے "نصف النہار شرعی" تک بھی نیت نہیں کی تو اس کے بعد اس کی نیت کا کوئی اعتبار نہیں۔

(رد المحتار علی الدر المختار، فتاویٰ رحیمیہ، مراقی الفلاح مع نور الایضاح، بہشتی زیور)

قضا اور کفارے کے روزوں کی نیت کب تک کی جاسکتی ہے؟

قضا اور کفارے کے روزوں کی نیت صبح صادق سے پہلے پہلے کرنی ضروری ہے، اگر کسی نے صبح صادق سے پہلے نیت نہیں کی تو صبح صادق کے بعد ان روزوں کی نیت معتبر نہیں۔ (بہشتی زیور، رد المحتار)

سحری کے احکام

سحری کا وقت رات ہی کو ہے:

جب صبح صادق طلوع ہونے کا وقت قریب آتا ہے اور رات ختم ہونے لگتی ہے تو رات ختم ہونے سے پہلے پہلے سحری بند کرلینی ضروری ہے، کیوں کہ سحری کا وقت رات کو ہے نہ کہ صبح کو، اس لیے جو لوگ صبح صادق کا وقت داخل ہوجانے کے بعد بھی کھاتے پیتے ہیں ان کا روزہ ہرگز درست نہیں۔ (اعلاء السنن)

فجر کی اذان کے دوران سحری بند کرنے کا حکم:

بہت سے لوگ فجر کی اذان کے دوران بھی کھاتے پیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ جب تک اذان ختم نہ ہو جائے اس وقت تک سحری کا وقت باقی رہتا ہے، یاد رہے کہ یہ کھلی غلطی ہے، کیوں کہ اذان صبح صادق طلوع ہو جانے کے بعد ہوتی ہے جبکہ سحری رات ہی کو بند کرنی ضروری ہے، اس لیے جو لوگ اذان کے ساتھ کھاتے پیتے ہیں وہ در حقیقت رات کے بجائے صبح کو سحری بند کر رہے ہوتے ہیں حالاں کہ سحری کا وقت رات ہی کو ہے نہ کہ دن کو، اس لیے ایسے حضرات کا روزہ ہرگز درست نہیں۔

سحری بند کرنے میں فجر کی اذان کا کوئی اعتبار نہیں:

ما قبل کی تفصیل سے یہ بات بھی معلوم ہو جاتی ہے کہ سحری بند کرنے میں اصل اعتبار اذان کا نہیں بلکہ صبح صادق کا ہے کہ جب صبح صادق طلوع ہو جائے اس کے بعد کھانے پینے سے روزہ ہوتا ہی نہیں، اگرچہ اذان نہیں ہوئی ہو، کیوں کہ اذان تو صبح صادق کے بعد ہی ہوا کرتی ہے۔ اسی طرح بعض مساجد میں صبح صادق سے پہلے ہی فجر کی اذان دے دیتے ہیں، ایسی صورت میں بھی اصل اعتبار صبح صادق ہی کا ہوگا کہ اگرچہ اذان ہو چکی ہو لیکن چوں کہ صبح صادق طلوع نہیں ہوا ہوتا اس لیے صبح صادق طلوع ہونے سے پہلے تک سحری کھانا جائز ہے۔

(امداد الفتاویٰ ودیگر کتب)

تنبیہ: بہتر یہ ہے کہ صبح صادق طلوع ہونے سے چند منٹ پہلے روزہ بند کر لیا جائے تاکہ احتیاط رہے۔

جنابت کی حالت میں روزہ رکھنے کا حکم:

جنابت کی حالت میں بھی روزہ رکھنا درست ہے، اگر کسی شخص کو سحری کے وقت غسل کرنے کی حاجت ہو تو بہتر تو یہ ہے کہ غسل کر کے سحری کرلے، لیکن اگر غسل کرنے کا موقع نہ ہو تو منہ ہاتھ دھو کر سحری کر لے، اور غسل بعد میں کر لے اگرچہ یہ غسل صبح صادق طلوع ہو جانے کے بعد ہی کیوں نہ ہو۔

(رد المحتار، مراقی الفلاح)

سحری اور افطاری سے متعلق نہایت ہی قیمتی اور اہم مشورے

سحری اور افطاری کے لیے مستند نقشہ اپنے پاس رکھیے:

بہترین صورت یہ ہے کہ سحر وافطار کے اوقات سے متعلق اپنے شہر اور علاقے کا کوئی مستند نقشہ اپنے پاس رکھا جائے، پھر اسی نقشے کا اعتبار کرتے ہوئے سحر وافطار کا اہتمام کیا جائے کہ نقشے میں جو صبح صادق کا وقت لکھا ہوتا ہے اس سے پہلے روزہ بند کرلیا جائے، اور جو مغرب کا وقت لکھا ہوتا ہے اس سے پہلے ہرگز افطاری نہ کی جائے، ان باتوں پر عمل کرکے غلطی سے حفاظت ہوسکتی ہے۔ سحر وافطار کے اوقات معلوم کرنے کے لیے اپنے شہر کے کسی معتبر نقشے سے استفادہ کرنے کی کوشش کی جائے جس میں سحر وافطار کے اوقات درج ہوں۔

گھڑیاں ملک کے معیاری وقت کے مطابق کیجیے!

اوقاتِ نماز اور سحر وافطار کے نقشے ملک کے معیاری وقت کے مطابق ہی بنائے جاتے ہیں، اس لیے ہر شخص کو اپنی گھڑی اور اپنے گھروں، دفاتر اور تعلیمی اداروں کی گھڑیاں ملک کے معیاری وقت کے مطابق ہی رکھنی چاہییے، اسی طرح مساجد کی گھڑیاں بھی اپنے ملک کے معیاری وقت کے مطابق کرنی چاہییے کیوں کہ نمازوں کے اوقات اور سحر وافطار میں اس کی بڑی ضرورت پڑتی ہے، جبکہ اس سے غفلت کے نتیجے میں متعدد مسائل اور خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ مساجد کی انتظامیہ کو اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہییے۔

عام ایام میں روزہ بند کرنے سے متعلق اہم تنبیہ:

ماہِ رمضان میں عموماً صبح صادق کے بعد جلد ہی فجر کی اذان دے دی جاتی ہے تاکہ جلد ہی فجر کی جماعت ادا کی جاسکے، لیکن عام ایام میں چوں کہ فجر کی جماعت اندھیرے کی بجائے روشنی میں ادا کی جاتی ہے اس لیے بہت سی مساجد میں اذان بھی صبح صادق کے بعد کچھ تاخیر سے دی جاتی ہے، اس صورتحال میں اذان کے ساتھ کھانے پینے سے روزہ نہ ہونے کا مسئلہ تو واضح ہے ہی لیکن اذان سے پہلے بھی کھانے پینے سے روزہ نہ ہونے کا

اندیشہ ہے، اس لیے مناسب بلکہ ضروری یہی ہے کہ صبح صادق داخل ہونے سے پہلے ہی روزہ بند کرنے کا اہتمام کیا جائے اور اس کے لیے اوقاتِ نماز اور سحر وافطار کے نقشے کا سہارا لیا جائے۔

افطار کے احکام

افطار کا وقت:

جب سورج غروب ہو جائے اور مغرب کا وقت داخل ہو جائے تو روزہ مکمل ہو جاتا ہے اور یہی افطار کرنے کا اصل وقت ہے، اس لیے مغرب کا وقت داخل ہو جانے کے بعد ہی افطار جائز ہے، اس سے پہلے افطار کرنا ہرگز جائز نہیں۔ (اعلاء السنن، رد المحتار)

روزہ افطار کرنے میں مغرب کا وقت داخل ہونے کا اعتبار ہے:

روزہ افطار کرنے میں اصل اعتبار مغرب کا وقت داخل ہونے کا ہے، یعنی جب مغرب کا وقت داخل ہو جائے تو افطار کرنا جائز ہے اگرچہ اذان نہیں ہوئی ہو۔ اس سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ اگر کسی مسجد میں مغرب کا وقت داخل ہونے سے پہلے ہی اذان دے دی گئی تو اس کا کوئی اعتبار نہیں، یہ اذان نہ تو مغرب کی نماز کے لیے معتبر ہے اور نہ ہی اس کی وجہ سے افطار کیا جا سکتا ہے، بلکہ افطار کے لیے مغرب کے وقت کے داخل ہونے کا انتظار کرنا ضروری ہے۔ (اعلاء السنن، رد المحتار و دیگر کتب)

افطار کرنے کی دعا:

اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ.

ترجمہ: اے اللہ! میں نے آپ ہی کے لیے روزہ رکھا اور آپ ہی کے رزق پر افطار کیا۔
(سنن ابی داود حدیث: 2358، پُر نور دعائیں از شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دام ظلہم)

ایک روایت میں یہ دعا بھی وارد ہوئی ہے:

ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ.

ترجمہ: پیاس جاتی رہی اور رگیں تر ہو گئیں اور ان شاءاللہ اجر ثابت ہو گیا۔

(سنن ابی داود حدیث: 2357)

فائدہ: بعض اہلِ علم کے نزدیک مذکورہ دو دعاؤں میں سے پہلی دعا افطار سے پہلے جبکہ دوسری دعا افطار کے بعد پڑھی جائے۔

قربانی کرنے والے شخص کے لیے بال اور ناخن کاٹنے کا حکم

قربانی کرنے والے شخص کے لیے ذُوالحجہّ کا چاند نظر آجانے کے بعد سے لے کر قربانی کرنے تک اپنے بال اور ناخن نہ کاٹنا مستحب ہے، لیکن اگر کوئی شخص کاٹنا چاہے تو بھی جائز ہے، گناہ نہیں۔ البتہ اگر قربانی کرنے سے پہلے ناخنوں اور زیرِ ناف اور بغل کے بالوں کے چالیس دن پورے ہو چکے ہوں تو ایسی صورت میں ان زائد بالوں اور ناخنوں کو کاٹنا ضروری ہے۔ (صحیح مسلم حدیث: 1977، 258، رد المحتار، احسن الفتاویٰ)

احادیثِ مبارکہ اور فقہی عبارات

- صحیح مسلم میں ہے:

١٩٧٧- عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا دَخَلَتِ الْعَشْرُ وَأَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يُضَحِّيَ فَلَا يَمَسَّ مِنْ شَعَرِهِ وَبَشَرِهِ شَيْئًا».

١٩٧٧- عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ تَرْفَعُهُ قَالَ: «إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ وَعِنْدَهُ أُضْحِيَّةٌ يُرِيدُ أَنْ يُضَحِّيَ فَلَا يَأْخُذَنَّ شَعْرًا وَلَا يَقْلِمَنَّ ظُفُرًا».

٢٥٨- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ أَنَسٌ: وُقِّتَ لَنَا فِي قَصِّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيمِ الأَظْفَارِ وَنَتْفِ الإِبْطِ وَحَلْقِ الْعَانَةِ أَنْ لَّا نَتْرُكَ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً.

- رد المحتار میں ہے:

مَطْلَبٌ فِي إِزَالَةِ الشَّعْرِ وَالظُّفُرِ فِي عَشْرِ ذِي الْحِجَّةِ:

[خَاتِمَةٌ] قَالَ فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ: وَفِي الْمُضْمَرَاتِ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ فِي تَقْلِيمِ الْأَظْفَارِ وَحَلْقِ الرَّأْسِ فِي الْعَشْرِ أَيْ عَشْرِ ذِي الْحِجَّةِ قَالَ: لَا تُؤَخَّرُ السُّنَّةُ، وَقَدْ وَرَدَ ذَلِكَ، وَلَا يَجِبُ التَّأْخِيرُ اهـ وَمِمَّا وَرَدَ فِي صَحِيحِ مُسْلِمٍ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ وَأَرَادَ بَعْضُكُمْ أَنْ يُضَحِّيَ فَلَا يَأْخُذَنَّ شَعْرًا وَلَا يُقَلِّمَنَّ ظُفُرًا»، فَهَذَا مَحْمُولٌ عَلَى النَّدْبِ دُونَ الْوُجُوبِ بِالْإِجْمَاعِ، فَظَهَرَ قَوْلُهُ: وَلَا يَجِبُ التَّأْخِيرُ إِلَّا أَنَّ نَفْيَ الْوُجُوبِ لَا يُنَافِي الِاسْتِحْبَابَ فَيَكُونُ مُسْتَحَبًّا إِلَّا إِنِ اسْتَلْزَمَ

الزِّيَادَةَ عَلَى وَقْتِ إِبَاحَةِ التَّأْخِيرِ وَنِهَايَتُهُ مَا دُونَ الْأَرْبَعِينَ فَلَا يُبَاحُ فَوْقَهَا. (باب العيدين)
(قَوْلُهُ: وَكُرِهَ تَرْكُهُ) أَيْ تَحْرِيمًا؛ لِقَوْلِ «الْمُجْتَبَى»: وَلَا عُذْرَ فِيمَا وَرَاءَ الْأَرْبَعِينَ وَيَسْتَحِقُّ الْوَعِيدَ اهـ، وَفِي «أَبِي السُّعُودِ» عَنْ «شَرْحِ الْمَشَارِقِ» لِابْنِ مَلَكٍ رَوَى مُسْلِمٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: «وُقِّتَ لَنَا فِي تَقْلِيمِ الْأَظْفَارِ وَقَصِّ الشَّارِبِ وَنَتْفِ الْإِبِطِ أَنْ لَا نَتْرُكَ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً»، وَهُوَ مِن الْمُقَدَّرَاتِ الَّتِي لَيْسَ لِلرَّأْيِ فِيهَا مَدْخَلٌ فَيَكُونُ كَالْمَرْفُوعِ.
(كِتَابُ الْحَظْرِ وَالْإِبَاحَةِ: فَصْلٌ فِي الْبَيْعِ)

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

ذوالقعدہ 1441ھ/ جولائی 2020